توحید ورسالت
تقریر
غزالی زماں حضرت علامہ
سید احمد سعید کاظمی قدس سرہ
(المتوفی ۱۹۸۶ء)
تخریج وحواشی
خلیل احمد رانا
مجلس رضا
مرکزی

توحید و رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تقریر

علامہ سیّد احمد سعید کاظمی امروہوی قدس سرہٗ

مرتب

خلیل احمد رانا

-----ooo------

ناشر

مرکزی مجلس رضا۔ لاہور

ooo

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ   و علٰی اٰلک و اصحابک یاحبیب اللہ

سلسلہ اشاعت نمبر 25

نام کتاب	توحید ورسالت ﷺ
تقریر	ضیغم اسلام حضرت علامہ مولانا سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ
مرتب	محترم جناب خلیل احمد رانا
کمپوزنگ	الہجویری کمپیوٹر کمپوزنگ سنٹر۔لاہور
ناشر	مرکزی مجلس رضا۔لاہور
صفحات	24
قیمت	30/-

ملنے کا پتہ

مرکزی مجلس رضا

خط و کتابت، ترسیل زر اور ملنے کا پتا:

مسلم کتابوی، گنج بخش روڈ، دربار مارکیٹ، لاہور

Email:muslimkitabevi@gmail.com, 042-37225605, 0321-4477511

★★★

نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرات محترم! ہم سب مسلمان ہیں۔

"لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ، اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و اشہد ان محمداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

کلمہ طیبہ وکلمہ شہادت دین کی بنیاد ہیں، اس میں دو بنیادی چیزیں ہیں، ایک توحید اور ایک رسالت، توحید میں پھر دو چیزیں ہیں، ایک ردّ شرک اور ایک اثبات توحید۔

"لا الٰہ الا اللہ" کے "لا" میں نفی ہے اور "الا" میں اثبات، پہلے نفی پھر اثبات، نفی کا معنی ہے نہ ہونا اور اثبات کا معنی ہے ہونا، کیا مطلب؟ مطلب یہ ہے کہ "لا الٰہ" کوئی معبود نہیں، کوئی مقصود نہیں اور کوئی موجود نہیں، "الا اللہ" مگر معبود ہے تو اللہ، مقصود ہے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور موجود ہے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ، تو "لا" میں ماسوا اللہ یعنی سب کی نفی اور "الا" میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا اثبات، تو جب تک غیر کی نفی نہ ہو، معبود حقیقی کا اثبات نہیں ہوتا، یعنی جب تک باطل کی نفی نہ ہو، حق کا اثبات نہیں ہوتا، جب تک ضلالت کی نفی نہ ہو ہدایت کا ظہور نہیں ہوتا، جب تک شرک کی نفی نہ ہو، توحید کا اثبات نہیں ہوتا، اس لئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سوا کسی کو مقصود جاننا، کسی کو وجود حقیقی کے ساتھ موجود اور کسی کو معبود جاننا شرک ہے، لہٰذا ہم نے کوئی شرک کا ہار نہیں پہنا، ہم تو توحید کے پرستار ہیں، ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سوا وجود حقیقی کے ساتھ کائنات میں

کسی کا وجود ہی نہیں ہے، اور جب کوئی موجود ہی نہیں ہے تو پھر شرک کیسا؟ اثبات توحید کہ جس کا تعلق ہمارے حواس سے نہیں ہے، ہمارے حواس کی اس ''لا'' تک رسائی نہیں ہے اور نہ ہی ہم اس کا مشاہدہ کر سکتے ہیں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے۔

لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ۫ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ۝ (سورۃ الانعام، آیت ۱۰۳)

ترجمہ: ''نگاہیں اس کا احاطہ نہیں کر سکتیں اور وہ احاطہ کئے ہوئے ہے سب نگاہوں کا اور وہی ہر چیز کی باریکیوں کا اور مشکلات کو جاننے والا اور ظاہر و باطن سے خبردار''۔

یعنی شرک کی نفی اور توحید کا اثبات ہمارے حواس سے بالاتر ہے، اَب یہ بات ثابت ہوگئی کہ یہاں حواس اور عقل کی رسائی نہیں، تو پھر توحید کا اثبات کیسے ہوگا؟ اور پھر خدا تعالیٰ کو مانے گا کون؟ اور اثبات توحید کا ذریعہ کیا ہوگا؟ ''محمد رسول اللہ'' کیا مطلب؟ تمہاری تو مجھ تک رسائی نہیں، لیکن تم نے میرے محبوب کو تو دیکھا ہے، اس لئے میں نے اپنے محبوب کو دلیل توحید بنایا ہے، میرے محبوب کو دیکھو اور مجھے مانو، کیسے؟

میرے محبوبؐ کے علم کو دیکھ کر میرے علم پر، اِن کی قدرت کو دیکھ کر میری قدرت پر، اِن کی سماع کو دیکھ کر میری سماع پر، اِن کی صفت بصر کو دیکھ کر میری صفت بصر پر، اِن کے جود کو دیکھ کر میرے جود پر، اِن کے حلم کو دیکھ کر میرے حلم پر، اِن کی صفات کو دیکھ کر میری صفات پر، اِن کی ذات کو دیکھ کر میری ذات پر ایمان لاؤ۔

کوئی لاکھ کہتا پھرے کہ حضور ﷺ کے لئے علم غیب ماننا شرک ہے، میں کہتا

ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کو علم غیب نہ ہو تو خدا تعالیٰ کے علم غیب پر دلیل کہاں سے آئے گی، لوگ تو کہتے ہیں کہ سرکار ﷺ کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں یعنی دیوار کے پیچھے کچھ نہیں دیکھ سکتے، اگر رسول نہیں دیکھ سکتے تو خدا تعالیٰ کی صفت بصر پر دلیل کہاں سے آئے گی؟

اگر رسول اللہ ﷺ دُور سے نہیں سنتے تو خدا تعالیٰ کے سننے پر دلیل کہاں سے آئے گی، میں خدا تعالیٰ کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کا علم غیب خدا تعالیٰ کے علم غیب کی دلیل ہے، خدا تعالیٰ کا علم ہمارے ادراک سے بالاتر ہے، خدا تعالیٰ نے اپنے علم کی تجلی اپنے رسول مکرم ﷺ کو عطا فرمائی اور رسول معظم ﷺ نے اسی عطا کردہ علم کو اپنے علم کی دلیل بنایا کہ جس رسول محترم ﷺ کا علم ایسا ہے تو اس رسول ﷺ کے خدا کا علم کیسا ہوگا؟

حضرات محترم! اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے :

فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ ۔

(سورۃ الجن، آیت ۲۶، ۲۷)

''تو اپنے غیب پر کسی کو (کامل) اطلاع نہیں دیتا مگر جنہیں پسند فرمالیا جو اس کے (سب) رسول ہیں''۔

یعنی میں تو اپنے رسولوں پر اپنے غیب کا اظہار فرماتا ہوں تاکہ ان کا علم میرے علم پر، ان کا غیب میرے غیب پر، ان کی سماع میری سماع پر دلیل ہو جائے۔

حضرات محترم! عرب میں دو مشہور قبیلے بنو بکر اور بنو خزاعہ، جن کی آپس میں چپقلش رہتی تھی، ان میں سے ایک قبیلہ بنو بکر نے قریش کے ساتھ معاہدہ کرلیا کہ اگر ان پر باہر سے کوئی حملہ ہوا تو وہ ایک دوسرے کی مدد کریں گے اور ایک دوسرے کا

ساتھ دیں گے۔

اِدھر بنوخزاعہ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ معاہدہ کرلیا کہ قریش اور بنوبکر ہم پر چڑھائی کریں تو ہم ایک دوسرے کی مدد کریں گے، چنانچہ معاہدہ ہوگیا، اَب کیا ہوا؟ رات کا وقت تھا، اُم المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا تہجد کا وضو کروارہی ہیں اور سیّد عالم ﷺ لبیک لبیک فرمارہے ہیں، اُم المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اس وقت کوئی آواز نہیں آرہی ہے، آپ ﷺ کس کو لبیک فرمارہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا! بنوبکر نے بنوخزاعہ پر حملہ کردیا ہے اور بنوخزاعہ والے مجھ سے مدد مانگ رہے ہیں، اور میں ان کو جواب دے رہا ہوں کہ میں تمہاری مدد کو حاضر ہوں۔

(طبرانی صغیر، جزء ثانی، مطبوعہ المکتب الاسلامی، بیروت، ۱۹۸۵ء، ص ۴۴، ۴۵۔ فتح الباری شرح صحیح بخاری، مطبوعہ ریاض ۱۴۲۱ھ، جلد ۷، ص ۵۹۳۔ محدث بزار نے اس حدیث کو حسن کہا ہے، فتح الباری، ص ۵۹۳۔ مختصر سیرت الرسول ﷺ، عربی، از شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب مجدی، مطبوعہ مکتبہ سلفیہ لاہور ۱۳۹۹ھ، ص ۳۳۳)

اسی لئے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا :

"اَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُوْنَ" (میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سن سکتے)

(ترمذی، باب ماجاء فی قول النبی ﷺ، مطبوعہ دارالسلام ریاض سعودی عرب ۲۰۰۰ء، حدیث ۲۳۱۲)

اگر میرے آقا ﷺ میں یہ سماع اور بصر نہ ہوتی تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی صفت سماع اور بصر کی دلیل کہاں سے لاتے، اسی طرح غزوۂ موتہ کا واقعہ دیکھ لیجئے کہ حاکم شرجیل نے سرکشی کی اور حضور سیّد عالم ﷺ کے نامۂ مبارک کی توہین کی، چنانچہ حضور ﷺ نے اپنے غلام زادہ زید بن حارثہ کو لشکر کا سردار بنا کر فرمایا: اگر زید بن

حارثہ شہید ہوجائیں تو عبداللہ بن رواحہ کو امیر بنالینا، اگر وہ بھی شہید ہوجائیں تو جعفر بن ابی طالب برادر حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو امیر بنالینا، اگر وہ بھی شہید ہوجائیں، تو پھر مسلمان جس کو چاہیں اپنا امیر بنالیں، ایک یہودی کھڑا یہ باتیں سن رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ اگر یہ محمد ﷺ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سچے رسول ہیں، تو جن جن کے لئے لفظ شہید ان کی زبان سے نکلا ہے، وہ ضرور شہید ہوگا۔

چنانچہ یہ لشکر حضرت زید بن حارثہ کی سرکردگی میں، جس میں سرداران قریش تھے، وہ ایک غلام کی قیادت میں امارت کا جھنڈا لہراتے ہوئے شہر موتہ کی طرف جارہے تھے، لشکر وہاں پہنچا اور جہاد شروع ہوا اور ادھر میرے آقا ﷺ مسجد نبوی میں صحابہ کے ہمراہ تشریف فرما ہیں اور جنگ کا منظر پیش فرمارہے ہیں :

اے میرے صحابہ! سنو! زید بن حارثہ میدان جنگ میں آگیا اور اس نے داد شجاعت دی، اب وہ کافروں کے ہاتھوں شہید ہوگیا، عبداللہ بن رواحہ نے جھنڈا اپنے ہاتھ میں لے لیا، وہ جھنڈا لہراتے ہوئے میدان جہاد میں جہاد وقتال کررہے ہیں، اَب وہ بھی شہید ہوگئے ہیں اور امارت کا جھنڈا جعفر بن ابی طالب نے اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے اور امارت کا جھنڈا لہراتے ہوئے میدان جہاد میں آئے ہیں، جہاد وقتال ہورہا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: اَب دشمنوں نے ان کا داہنا ہاتھ کاٹ دیا ہے، جھنڈا بائیں ہاتھ میں ہے، دشمنوں نے بایاں ہاتھ بھی کاٹ دیا، اَب جھنڈا اپنے منہ سے گردن کے درمیان دبالیا ہے، لو اَب دشمنوں نے جعفر بن ابی طالب کی گردن کو بھی کاٹ دیا، جعفر بن ابی طالب شہید ہوگئے، جعفر کے دونوں بازو کٹ گئے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جعفر کو جنت میں دو پر عطا فرمائے، جہاں چاہتے ہیں، اُڑتے پھرتے ہیں۔

جعفر کے گھر والوں کو شہادت کی خبر بھی سنا دو اور ان کو کھانا بھی بھجوا دو کیونکہ وہ غم کی وجہ سے کھانا نہیں پکا سکتے۔

حضور ﷺ نے حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا سے فرمایا: کہ جعفر کے بچوں کے لئے کھانا تیار کرو کیونکہ آج اسماء رنج و غم میں مصروف ہے۔

(علی بن برھان الدین حلبی، انسان العیون (سیرت حلبیہ)، مطبوعہ مصر ۱۳۵۱ھ، جلد ۳، ص ۹۴)

حضرات محترم! آپ ﷺ مدینہ منورہ میں مسجد نبوی میں ہیں اور جن جن کا نام آپ ﷺ نے لیا، وہ موتہ میں ایک ایک ہو کر شہید ہوا اور آپ ﷺ نے ہر ایک کی شہادت کا واقعہ بیان فرمایا۔

اے نگاہ نبوت ﷺ! آپ ﷺ پر کروڑوں سلام! اگر آپ ﷺ دُور کی چیزیں نہ دیکھتے تو ہمارے پاس خدا تعالیٰ کی صفت بصر کی دلیل کہاں سے آتی؟ اس لئے میرے آقا ﷺ کے کمالات، کمالات الوہیت کی دلیل ہیں، حضور ﷺ کے افعال خدا تعالیٰ کے افعال پر، آپ ﷺ کی صفات خدا تعالیٰ کی صفات پر، حتیٰ کہ آپ ﷺ کی ذات خدا تعالیٰ کی ذات پر دلیل ہے، اور حضور سیّد عالم ﷺ کی ذات بے دلیل ہے کیونکہ آپ ﷺ خدا تعالیٰ کی دلیل ہیں، لہٰذا دلیل کی دلیل کہاں سے آئے؟ اس لئے کہ وہ اپنی بھی دلیل ہیں اور خدا تعالیٰ کی بھی دلیل ہیں، آپ ﷺ دوطرفہ دلیل ہیں تو جو دوطرفہ دلیل ہو، اس میں عیب کہاں سے آئے گا؟ اس لئے ان کے افعال، ان کی صفات، ان کے اعمال، ان کی ہر ادا، ہر سکون، ہر حرکت، ان کی ذات ہر عیب سے پاک ہے، وہ محمد ہیں، وہ محمد ہیں، وہ محمد ہیں اور جن کے لئے کہا گیا ہے۔

خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ
كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

گویا میرے آقا ﷺ اپنی حسب منشاء ہر عیب سے پاک پیدا ہوئے ہیں، آپ ﷺ معصوم ہیں، اس لئے آپ ﷺ خدا تعالیٰ کی پہلی دلیل بھی ہیں اور آخری دلیل بھی، حضور ﷺ کا علم خدا تعالیٰ کے علم کی، آپ ﷺ کی قدرت خدا تعالیٰ کی قدرت پر اور آپ ﷺ کی حیات خدا تعالیٰ کے حی و قیوم ہونے پر دلیل ہے اور میں آپ سے کیا کہوں؟ حضور ﷺ کیسی حیات کے ساتھ زندہ ہیں؟

حضرات مکرم! "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور وہ یقیناً اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے رسول ہیں، اور پھر وہ کس کس کے رسول ہیں؟ وہ ساری کائنات میں ہر ہر ذرے کے رسول ہیں، یعنی وہ ارض و سماء کے، تحت و فوق کے، چرند، پرند کے، جمادات و نباتات کے، جواہر و عناصر کے، اعراض و موالید کے، حتیٰ کہ اٹھارہ ہزار عالم کے ہر ہر ذرے کے رسول ہیں، اور رسول کا معنی ہے پیغام پہنچانا، اگر آپ ﷺ ہر ہر ذرے کے رسول ہیں تو خدا تعالیٰ کا جو پیغام ہر ذرے کے لئے ہے، وہ ہر ذرے کو پہنچا رہے ہیں، اور یہ سیدھی سی بات ہے یا تو کوئی ان کی رسالت کو محدود کرے، وہ کوئی کر نہیں سکتا کیوں؟ اس لئے کہ قرآن کریم خود کہتا ہے۔

وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین

"اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر رحمت تمام جہانوں کے لئے"

یعنی میرے آقا ﷺ تمام عالموں کے لئے رحمت ہیں اور رحمت کس وجہ سے ہیں؟ وہ یہ کہ آپ رسالت کی بنا پر رحمت ہیں، اگر ان کی رسالت کائنات کے ہر ذرے کے لئے نہ ہو، تو خدا کی قسم! وہ تمام عالموں کے لئے رحمت کبھی بھی نہیں ہو سکتے، وہ ہر عالم کے ہر ذرے کے لئے رسول ہیں، میں نہیں کہتا، خود زبان رسالت

سے سنئے۔

قال رسول اللہ ﷺ ارسلت الی الخلق کافۃ

(مسلم شریف، حدیث نمبر ۱۱۹۵)

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں پوری مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں''۔

یعنی فرمایا: میں فقط کسی انس وجن یا فرشتوں کی طرف رسول نہیں، بلکہ میں تو ساری مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں، اگر کوئی کہے کہ حضور ﷺ فلاں کی طرف رسول نہیں ہیں، تو ماننا پڑے گا کہ جس کی طرف حضور ﷺ رسول نہیں وہ مخلوق نہیں اور ماسوا اللہ سبحانہ وتعالیٰ سب مخلوق ہے، آپ زمین کی تہہ میں سوراخوں میں رہنے والی چیونٹی کے بھی رسول ہیں اور سدرہ پہ رہنے والے جبرائیل کے بھی رسول ہیں۔

حضرات مکرم! ایک دفعہ ایک اعرابی اپنے ہمراہ ایک گوہ لایا اور عرض کی کیا یہ گوہ آپ کا کلمہ پڑھ سکتی ہے؟ تو حضور ﷺ نے گوہ کو مخاطب کر کے فرمایا: اے گوہ! بتا میں کون ہوں؟ حدیث پاک میں ہے کہ اس گوہ نے عرض کی، میرے آقا ﷺ میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتی ہوں کہ آپ ﷺ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔

(دلائل النبوۃ، امام ابو نعیم اصبہانی، مطبوعہ دار النفائس بیروت ۱۹۸۶ء، ص ۳۷۸)

ایک مرتبہ حضور سیّد عالم ﷺ جنگل میں تشریف لے آئے اور ایک صحابی کو فرمایا: کہ ان درختوں کو کہو کہ تمہیں محمد رسول اللہ ﷺ بلاتے ہیں، اس صحابی نے جا کر کہا، وہ درخت جھومتے جھومتے حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، اگر وہ

درخت نہ جانتے ہوتے کہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں تو وہ کیسے آتے؟ معلوم ہوا معرفت ایک جوہر ہے، ایک ادراک ہے، کوئی کسی کو پہچانے یا نہ پہچانے مگر وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور رسول ﷺ کو پہچانتا ہے کیوں؟ اس لئے کہ وہ کائنات کے ذرّے ذرّے کے رسول ہیں۔

(دلائل النبوۃ، امام ابو نعیم اصبہانی، مطبوعہ دار النفائس بیروت ۱۹۸۶ء، ص ۳۹۰)

شبہ:

کائنات کا ہر ذرہ حضور انور ﷺ کو جانتا ہے کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے رسول ہیں مگر بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کو دیوار کے پیچھے کی خبر نہیں۔

شبہ کا ازلہ

یہ عجیب نظریہ ہے کہ اُمت تو رسول کو جانتی ہے اور رسول اُمت کو جانتا ہی ہیں، تو کیا بے خبر کوئی رسول ہو سکتا ہے؟ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ کائنات کا ہر ذرہ ایک طبعی ادراک کی بنا پر جو اللہ تعالیٰ نے ہر ذرے کو دیا ہے، ذاتِ رسول کو پہچانتا ہے کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے رسول ہیں، حدیث میں آیا ہے :

''مامن شئی الا یعلم انی رسول اللہ''

(ہر شئے جانتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں)

(المعجم الکبیر طبرانی، مطبوعہ مکتبہ ابن تیمیہ قاہرہ، حدیث ۶۷۲، ص ۲۶۲۔ کنز العمال، طبع موسس الرسالۃ، بیروت، جز ۱۱، ص ۴۱۱)

ہر شئے تو پہچانے کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے رسول ہیں اور رسول کسی شئے کو نہ پہچانے کہ یہ کیا ہے؟ کیا یہ بات کسی کی عقل تسلیم کرے گی؟ ہرگز نہیں۔

حضرات محترم! میرے آقا ﷺ کائنات کے ہر ذرے کو پیغام پہنچانے کے

لئے رسول بن کر آئے ہیں، تو جب حضور ﷺ کائنات کے ہر ذرے کو خدا تعالیٰ کا پیغام پہنچانے کے لئے روحانی طور پر آئے تو کائنات کے ہر ذرے کے ساتھ کوئی رابطہ قائم ہوگا، اور رابطہ عمل حیات کے بغیر نہیں ہو سکتا، اور میرے آقا ﷺ اَب بھی رسول ہیں، اگر اَب رسول ہیں تو جیسے چودہ سو سال پہلے حیات تھی، اسی طرح آج بھی ان کی حیات ہے، اگر ان کی حیات نہ ہوتی تو رابطہ قائم نہیں ہو سکتا، رابطہ قائم نہ ہو تو خدا تعالیٰ کا پیغام (فیض) پہنچا نہیں سکتے، اللہ تعالیٰ کا فیض پہنچانا بھی عمل ہے اور رابطہ قائم کرنا بھی عمل ہے، اور اس عمل میں ادراک بھی ہوگا اور معرفت بھی ہوگی، اور اس میں قرب بھی ضروری ہے، اگر آپ ﷺ ہر ذرے کے قریب نہ ہوں تو فیض کیسے پہنچائیں گے؟ اگر سرکار ﷺ ہر ذرے کا حال نہ جانیں تو اصلاح کیسے فرمائیں گے؟ اور سرکار ﷺ جس سے دُور ہو جائیں وہ فیض سے محروم ہو جائے گا، لہٰذا اپنا چلا کہ سرکار ﷺ سب کے قریب ہیں، سب کچھ جان بھی رہے ہیں، سب کو دیکھ بھی رہے ہیں اور سب کو فیض پہنچا کر سب کی اصلاح حال بھی فرما رہے ہیں، کیوں؟ اس لئے کہ کوئی آپ ﷺ کی رسالت سے باہر ہو ہی نہیں سکتا۔

اگر کوئی آپ ﷺ کی حیات کا انکار کر دے تو بات ہی ختم ہو جاتی ہے، سرکار ﷺ ہر عالم کی حیات اپنے اندر رکھتے ہیں، اگر دنیاوی حیات نہ ہو تو دنیاوی عالم میں عمل نہیں ہو سکتا، اگر برزخ کی حیات نہ ہو تو عالم برزخ میں عمل نہیں ہو سکتا، اگر آخرت کی حیات نہ ہو تو عالم آخرت میں عمل نہیں ہو سکتا، اگر ملائکہ کی حیات نہ ہو تو عالم ملکوت میں حضور ﷺ کا عمل رسالت جاری نہیں ہو سکتا، اگر جنات کی حیات نہ ہو تو عالم جنات میں حضور ﷺ کا عمل رسالت ہو نہیں سکتا، اسی طرح اگر عناصر و جواہر کی حیات آپ ﷺ میں نہ ہو تو ان میں حضور ﷺ کی رسالت کا عمل نہیں ہو سکتا، اس

لئے میرے آقائے کریم ﷺ کی رسالت کا عمل ہر عالم میں جاری ہے، عالم کے ہر ذرے کے لئے حیات کا محور و مرکز محمد رسول اللہ ﷺ ہیں، اس لئے ایک آن کے لئے بھی میرے آقا ﷺ کی حیات کی نفی نہیں ہو سکتی۔

حضرات محترم! برزخی حیات کے بارے میں احادیث میں ایک واقعہ آیا ہے کہ میرے آقا ﷺ مکہ کے جنگل میں سے گزر رہے ہیں کہ کھڑے ہو گئے اور فرمایا: یہاں دو قبریں ہیں اور ان پر عذاب ہو رہا ہے، اور فرمایا: میں ان کے عذاب اور عذاب کے سبب کو دیکھ رہا ہوں، ان میں ایک پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خوری کرتا تھا، اور یہ تاثر بھی دیا کہ میں اس وجہ کو بھی دیکھ رہا ہوں کہ جس وجہ سے عذاب دور ہو سکتا ہے، فرمایا: کھجور کی ٹہنی لاؤ، اس کے دو ٹکڑے کئے اور علیحدہ علیحدہ قبروں پر ڈال دیئے اور فرمایا: جب تک یہ ٹہنیاں تسبیح و تحلیل کرتی رہیں گی، اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان سے عذاب کی تخفیف فرماتا رہے گا، اگر عالم برزخ کی حیات نہ ہوتی تو کیسے ادراک فرماتے، دنیا میں رہ کر کیسے فیض پہنچاتے؟ مجھے تو حضور ﷺ کی اس حدیث میں ایک سبق مل گیا، وہ کیا؟ وہ یہ کہ اے میرے صحابہ! میں تم میں رہ کر برزخ والوں سے غافل نہیں ہوں، اور جب میں عالم برزخ میں چلا گیا تو اسی طرح وہاں رہ کر تم سے غافل نہیں رہوں گا، یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ کسی آن کے لئے میرے آقا ﷺ کسی عالم کی حیات سے خالی ہو جائیں، لہٰذا میرے آقا ﷺ کا ہر عالم کی حیات کے ساتھ متصف ہونا خدا تعالیٰ کے حیّ و قیوم ہونے کی دلیل ہے۔

حضرات مکرم! لوگ کچھ کہیں، لیکن ہمارا عقیدہ ہے کہ ہمارا نبی زندہ ہے، وہ موجود ہے، وہ برقرار ہے، وہ حی ہے، اس لئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے فرمایا:

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے
مگر ایسی کہ فقط آنی ہے
پھر اسی آن کے بعد ان کی حیات
مثلِ سابق وہی جسمانی ہے
اُس کی ازواج کو جائز ہے نکاح
اس کا ترکہ بٹے جو فانی ہے

(حدائق بخشش، حصہ دوم)

میں فانی ہوں، میرے بعد میری بیوی کا نکاح دوسرے کے ساتھ جائز ہے اور میرے بعد میرا ترکہ بھی تقسیم ہوجائے گا، اور اگر میں زندہ ہوں تو نہ بیوی کا دوسرے کے ساتھ نکاح ہوسکتا ہے اور نہ میرا ترکہ بٹ سکتا ہے، یہی وجہ ہے کہ میرے آقا ﷺ کی حیات خدا تعالیٰ کے حی وقیوم ہونے کی دلیل ہے، اور آپ ایسی حیات کے ساتھ زندہ ہیں کہ نہ آپ ﷺ کی ازواج مطہرات آپ ﷺ کے نکاح سے نکل سکتی ہیں اور نہ آپ ﷺ کا ترکہ بٹ سکتا ہے، اسلئے آپ ﷺ کی ازواج آپ ﷺ کے نکاح میں ہیں اور آپ ﷺ کا ترکہ بھی آپ ﷺ کا ہے، کیوں؟ اس لئے کہ آپ ﷺ زندہ ہیں اور حی وقیوم کی دلیل ہیں، اور آپ ﷺ کائنات کے ہر عالم کی حیات کے ساتھ ہر آن زندہ ہیں، اس لئے کہنا پڑے گا اور ماننا پڑے گا، لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، خدا تعالیٰ کی توحید کی دلیل محمد رسول اللہ ﷺ ہیں، اگر خدا تعالیٰ کی صفات کی دلیل کا، خدا تعالیٰ کے علم کی دلیل کا، خدا تعالیٰ کی قدرت کی دلیل کا، خدا تعالیٰ کی حیات کی دلیل کا اور خدا تعالیٰ کی ذات کی دلیل کا مشاہدہ کرنا ہے تو

مصطفیٰ کریم ﷺ کی صفات، علم، قدرت، حیات اور ذات کا مشاہدہ کرلیا جائے کہ خدا تعالیٰ دعویٰ ہے اور مصطفیٰ ﷺ دلیل ہیں، دعویٰ بھی بے عیب ہے اور اس کی دلیل بھی بے عیب ہے، میں نے تمام مسائل بیان کردیئے ہیں، جیسے حیات، علم غیب، حاضر وناظر، آپ ﷺ کا تصرف، آپ ﷺ کا نفع پہنچانا اور آپ ﷺ کا معصوم ہونا۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہر عیب سے پاک ہے، تو اس کے حُسن تجلی میں کوئی عیب ہوتا تو آپ ﷺ میں بھی کوئی عیب ہوتا، اور خدا تعالیٰ ہر عیب سے پاک ہے، تو رسول اللہ ﷺ میں عیب کیسے ہوگا؟ اس لئے وہ محمد ہیں، وہ محمد ہیں، وہ محمد ہیں اور وہ ایسے محمد ہیں کہ:

خلقت مبرأ من کل عیب۔

آپ ﷺ ہر عیب سے پاک ہوکر پیدا ہوئے ہیں، خدا کے لئے اپنے عقائد کو درست کیجئے، بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ بے عیب ذات صرف خدا کی ہے، آمنا وصدقنا، لیکن خدا تعالیٰ اپنی شان خدائی میں بے عیب ہے اور مصطفیٰ ﷺ اپنی شان مصطفائی میں بے عیب ہیں، خدا تعالیٰ خالق ہوکر، معبود ہوکر بے عیب ہے اور مصطفیٰ ﷺ مخلوق اور عبد ہوکر بے عیب ہیں۔

شبہ

بعض لوگوں نے یہ بھی کہہ دیا کہ آپ ﷺ کسی کو کچھ دے نہیں سکتے اور یہ آیت بھی پڑھ دی جاتی ہے۔

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ۔ (سورۃ الاعراف، آیت ۱۸۸)

ترجمہ: "فرمادیجئے میں اپنی جان کے لئے خود کسی نفع کا مالک نہیں اور نہ کسی

نقصان کا''۔

یعنی اے میرے محبوب! ان سے کہہ دیجئے میں اپنے نفع ونقصان کا مالک نہیں ہوں، تو جو اپنے نفع ونقصان کا مالک نہ ہو، وہ ہمیں کیا دیں گے؟

شبہ کا ازالہ

میں حیران ہوں، یہ لوگ قرآن کریم کی بعض آیات کو پیش کردیتے ہیں اور دوسری آیات کو پیش نہیں کرتے، قل لا املک لنفسی نفعا ولا ضرا تو پڑھ لیتے ہیں لیکن

''وما اتکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنہ فانتھوا''

ترجمہ: ''رسول جو کچھ تمہیں دیں وہ لے لو اور جس سے منع فرمائیں رُک جاؤ''۔

نہیں پڑھتے، جب رسول کے پاس کچھ نہیں تو تمہیں کیا دیں گے؟ دوسری جگہ رب تعالیٰ فرماتا ہے۔

''اغناھم اللہ ورسولہ من فضلہ'' (سورۃ التوبہ، آیت ۷۴)

ترجمہ: ''ان کو اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے غنی کردیا''۔

یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اور اللہ عزوجل کے رسول ﷺ نے اپنے فضل سے غنی کردیا، وہ تو کچھ دے نہیں سکتا، تو پھر وہ غنی کیسے کرسکتا ہے؟ یہ قرآن کریم کی آیت تمہیں نظر نہ آئی، ایک اور جگہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے۔

'' انا اعطینک الکوثر''

''میرے پیارے! کوثر میں نے تجھ کو دی''۔

کوثر کیا ہے؟

الکوثر الخیر الکثیر، خیر فی الدنیا والآخرۃ

''اے میرے پیارے حبیب! میں نے دنیا اور آخرت کی کل خیر تیرے دامن میں رکھ دی''۔

اور پھر زبان رسالت نے فرمایا۔

'' اعطیت مفاتیح خزائن الارض '' (بخاری شریف، حدیث ۱۳۴۴)

''میں تو زمین کے خزانوں کی کنجیاں دیا گیا ہوں''۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ تو اپنے محبوب کو تمام خزانوں کی کنجیاں عطا فرمائے اور تم کہو کہ وہ کچھ بھی نہیں دے سکتے۔

شبہ

آپ کہیں گے کہ پھر قرآن کریم کی اس آیت کا کیا مطلب ہوگا؟

''قل لا املک لنفسی نفعا ولا ضرا'' (سورۃ الاعراف، آیت ۱۸۸)

''فرما دیجئے میں اپنی جان کے لئے خود کسی نفع کا مالک نہیں اور نہ کسی نقصان کا''۔

شبہ کا ازالہ

لیکن تم آگے تو پڑھتے نہیں ''لا الہ'' پڑھ لیا ''الا اللہ'' پڑھنا بھول گئے اور ''لا تقربوا الصلوۃ'' تو پڑھ لیا اور ''انتم سکاری'' کو چھوڑ دیا، اسی طرح ''قل لا املک لنفسی نفعا ولا ضرا'' پڑھ لیا اور ''الا ما شاء اللہ'' مگر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے چاہنے سے مالک ہوں، چھوڑ دیا، ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ حضور سیّد عالم ﷺ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے چاہا حضور ﷺ مالک ہوگئے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نہ چاہتا تو حضور ﷺ مالک نہ ہوتے، مگر جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے چاہا، تو وہ مالک ہوگئے، تمہیں کیوں ناگوار گزرا؟

اس سلسلہ میں مجھے ایک واقعہ یاد آیا جو بالکل میری اوائل عمری طالب علمی کا ہے، میری عمر پندرہ سولہ سال کی تھی، ایک صابری چشتی بزرگ کے مزار پر پانچ روزہ جلسہ تھا، جب سٹیج پر آیا، تو سکھ مذہب کی ایک طالبہ کی طرف سے ایک رقعہ آیا، اس میں لکھا تھا کہ بالکل اسی جگہ جہاں آپ کھڑے ہیں، آپ کے ہم مسلک ایک مولانا نے عرب کی تہذیب وتمدن پر تقریر کی، ان کی سخاوت کا واقعہ بھی پیش کیا کہ حاتم طائی اتنا بڑا سخی تھا کہ اس کے محل کے آٹھ دروازے تھے، سائل جس دروازے سے آتا، خالی نہ جاتا اور بار بار بھی آتا تو کچھ نہ کچھ لے کر جاتا، باوجود جاننے کے حاتم اس سائل کو نہ جھڑکتا اور دیتا رہتا، آپ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ ہمارے رسول ﷺ تمام سخیوں سے زیادہ سخی ہیں، تو حاتم طائی سے بھی زیادہ سخی ہونا چاہئے، اَب آپ اپنے رسول کی سخاوت پر کوئی ایسا واقعہ بیان فرمائیں، ورنہ ہم مان لیں کہ حاتم آپ کے رسول سے زیادہ سخی تھا، اس کا جواب دیں یا نہ دیں، لیکن یہ رقعہ لوگوں کو پڑھ کر ضرور سنا دیں، اس کا مطلب یہ تھا کہ جواب تو ان کے پاس ہوگا نہیں، لہٰذا لوگ اپنے رسول سے بدعقیدہ ہو جائیں، میں نے وہ رقعہ پڑھ کر لوگوں کو سنا دیا اور کہا میں اس کا جواب دیتا ہوں۔

میں نے کہا حاتم طائی کا میرے رسول پاک ﷺ سے موازنہ کرنا ہی ایک بہت بڑی غلطی ہے، چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

حاتم کی سخاوت کا تو یہ حال ہے کہ سائل بار بار تمام دروازے گھوم پھر کر پھر پہلے دروازے پر مانگتا ہے، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ سائل کا گھر ابھی تک پورا نہیں ہوا، سائل کا ہر دفعہ آنا حاتم کے ناقص سخی ہونے کی دلیل ہے، اس کا بار بار آنا اس کے ناقص سخی ہونے پر مہر لگا رہا ہے، اور میرے رسول ﷺ کی کیا بات ہے؟ آپ ﷺ کے دروازے پر جو بھی ایک دفعہ آیا پھر اسے کہیں جانا نہیں پڑا، بلکہ اس کی

ایسی حاجت پوری ہوئی کہ اسے بار بار مانگنے کو کہا گیا مگر سائل مزید لینے سے گریزاں رہا۔

مشکوٰۃ کی حدیث ہے حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ تہجد کے وقت حضور نبی کریم ﷺ کو وضو کروا رہے ہیں، سخا کا دریائے رحمت جوش میں آیا اور فرمایا، "سَلْ" اے ربیعہ "مانگ" کیا مانگتا ہے؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ تحت الثریٰ سے لے کر عرش علیٰ تک سب سرکار ﷺ کے دامن میں ہے، یہ سوال کرنے کی اجازت وہی دے سکتا ہے جس کے پاس سب کچھ ہو، اے ربیعہ! آپ کے ایمان پر قربان جائیں، آپ نے یہ نہیں کہا کہ حضور آپ ﷺ کو کیا اختیار ہے، آپ تو کچھ دے نہیں سکتے، آپ ﷺ تو اپنی جان کے لئے بھی نفع ونقصان کے مالک نہیں ہیں، آپ مجھے کیا دیں گے؟ نہیں بلکہ حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو آپ سے مانگ لیا اور عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیک وآلہ وسلم میں جنت میں آپ ﷺ کی ہمراہی مانگتا ہوں۔

ارے محب کی محبوب سے محبت کے تقاضوں کو دیکھیں کہ کیا مانگ رہے ہیں، سبحان اللہ! سرکار ﷺ نے پھر فرمایا: اے ربیعہ! اور بھی کچھ مانگ، ربیعہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وآلہ وسلم! میرا گھر پورا ہو گیا، سرکار ﷺ نے فرمایا: نمازوں سے میری مدد کرو، اس کا مطلب یہ تھا کہ جنت میں میری ہمراہی کی خوشی میں کہیں نماز نہ چھوڑ دیں، نماز پڑھتے رہو، سجدے کرتے رہو، یہ تمہارے سجدے میری رضا پر میرے لئے امانت ثابت ہوں گے، ایسا نہ ہو کہ نمازیں چھوڑ دو اور لوگ کہیں کہ مصطفیٰ ﷺ کے ساتھی بے نمازی ہیں۔

اے ربیعہ! کثرت سجود سے میری مدد کرو، کا مفہوم یہ ہے کہ اے ربیعہ! تجھے جنت میں میری رفاقت تو مل گئی، اَب اگر تو یہ سمجھ کر کہ جنت تو مجھے مل گئی، رکوع

وسجود چھوڑے گا تو دوسرے لوگ بھی رکوع وسجود چھوڑ دیں گے، اس طرح میرے دین میں خلل آئے گا، ''فاعنی'' کا مطلب ''فاعنی دینی'' یعنی اے ربیعہ! میرے دین کی مدد کرو۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''ان تنصروا اللہ ینصرکم'' (سورۃ محمد، آیت ۷)
یعنی اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا، اس آیت میں اللہ کی مدد کرنے سے کیا مراد ہے؟ اللہ کے دین کی مدد کرنا ہی تو ہے، مطلب یہ ہوا کہ اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو گے (تو) وہ تمہاری مدد کرے گا، یعنی اللہ تعالیٰ بھی دین کی مدد طلب فرما رہا ہے اور اللہ کا رسول ﷺ بھی دین کی مدد طلب فرما رہے ہیں ''فاعنی علی نفسک بکثرت السجود'' سے رسول اللہ ﷺ کی کمزوری ثابت کرنا چاہتے ہیں تو پہلے ''ان تنصروا اللہ'' سے اللہ تعالیٰ کی کمزوری ثابت کریں، لیکن یقیناً اللہ تعالیٰ بھی کمزوری سے پاک ہے اور اس کا رسول ﷺ بھی۔ وللہ الحمد

اگر ''فاعنی'' سے ''فاعنی دینی'' مراد نہ لیا جائے تو سنن نسائی اور کے الفاظ ''سلنی'' (مجھ سے مانگ) اور طبرانی کبیر کے الفاظ ''سلنی فاعطیک'' (مجھ سے مانگ کہ میں تجھے عطا کروں) کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے؟ یہ الفاظ کسی محدث کے نہیں ہیں، بلکہ رسول اللہ ﷺ کے الفاظ مبارکہ ہیں۔

حضرات مکرم! ہر رحمت حضور ﷺ کے ہاتھوں سے ملتی ہے، اس لئے فرمایا:

''انا قاسم و اللہ یعطی''۔ (بخاری شریف، حدیث ۳۱)

''اور بے شک اللہ سبحانہ تعالیٰ دینے والا ہے اور میں محمد بانٹنے والا ہوں''۔

اور دوسری حدیث میں ہے :

'' اناقاسم وخازن واللہ یعطی '' (بخاری شریف، حدیث ۳۱۱۴)

(کسی نے حضرت ضیغم اسلام علامہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ آپ نے جو کچھ فرمایا ہے، کیا یہ توحید ہے؟ تو آپ نے فرمایا: اپنے دل سے استفسار فرمائیں)

حضرات محترم! ایک ضروری بات کہنی ہے، وہ یہ ہے کہ لوگ اولیاء اللہ سے حسن عقیدت نہیں رکھتے، تو عرض ہے کہ دُوری عقیدت کے اعتبار سے ہوتی ہے اور جو اولیاء اللہ سے دُور ہیں، وہ یقیناً اللہ سبحانہ تعالیٰ سے دُور ہیں، کیوں؟ اس لئے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اپنے حسن الوہیت کی جلوہ گاہ اپنے محبوب ﷺ کو بنایا اور حسن مصطفیٰ ﷺ کے حُسن محمدیت کی جلوہ گاہ مقام ولایت ہے، اگر رسول کو علم غیب نہ ہو تو خدا تعالیٰ کے علم غیب کی دلیل کہاں سے آئے گی، میرے آقا ﷺ کا علم غیب معجزہ ہے، یہ معجزہ خدا تعالیٰ کے کمالات الوہیت کی دلیل ہے اور اولیاء اللہ کی کرامات، وہ معجزات مصطفیٰ ﷺ کی دلیل نہیں، ظہور ہیں، نبی کو علم عطائی اور یقینی ہوتا ہے، اور ولی کو علم غیب کا انکشاف ہوتا ہے، جو ظنی ہوتا ہے، یہ الہام ولایت ہے، الہام ولایت پر سرکار ﷺ کے زمانہ میں ایک عجیب واقعہ ہوا، وہ یہ کہ حضور ﷺ کے ایک صحابی انس بن نضر رضی اللہ عنہ کی بہن کی لڑائی کسی دوسری عورت سے ہوگئی اور اس کا دانت توڑ دیا، یہ مقدمہ سرکار ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا کہ انس بن نضر کی بہن نے ہماری بہن کا دانت توڑ دیا، مدعی اور مدعا علیہ دونوں سرکار ﷺ کی بارگاہ میں پیش ہیں اور سرکار ﷺ کے فیصلے کے منتظر ہیں، تو حضور ﷺ نے فرمایا: یا انس کتاب اللہ والقصاص اے انس! اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی کتاب کا فیصلہ یہ ہے کہ تمہیں قصاص دینا ہوگا کہ تیری بہن نے ان کی بہن کا دانت توڑا ہے، لہٰذا تمہاری بہن کا دانت توڑنا پڑے گا، آنکھ کے بدلے آنکھ، کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت،

حضرت انس کہنے لگے حضور میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میری بہن کا دانت کبھی بھی نہیں توڑا جائے گا۔ (بخاری شریف، کتاب بدء الوحی، باب الصلح فی الدیت، حدیث ۲۷۰۳)

حالانکہ جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا رسول کوئی فیصلہ سنا دے اور کوئی اس فیصلہ کے خلاف قسم کھالے کہ یہ نہیں ہوگا، اور قرآن کریم کہتا ہے :

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۝

(سورۃ النساء، آیت ۶۵)

''تو (اے محبوب) آپ کے رب کی قسم وہ لوگ مسلمان نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ حاکم مانیں آپ کو ہر اس جھگڑے میں جو ان کے درمیان پیدا ہو پھر نہ پائیں وہ اپنے دلوں میں کوئی تنگی ہر اس فیصلے سے جو آپ نے کیا اور بخوشی دل سے مان لیں''۔

مذکورہ بالا حدیث، یہ مشکلات حدیث میں سے ایک حدیث ہے، ایک مشہور محدّث سے اس حدیث کے بارے میں گفتگو ہوئی، اس نے مجھ سے اس حدیث کے بارے میں مطلب پوچھا تو میں نے بتایا کہ حضور ﷺ کا کوئی صحابی حضور ﷺ کے سامنے جس کا آئینہ قلب صاف ہو کہ اگر حضور ﷺ کے علم کی تجلی کا کوئی ذرہ وہاں چمک جائے تو وہ کمال اس صحابی کا نہیں، اس غلام کا نہیں بلکہ آقا ﷺ کا کمال ہے، حضور ﷺ اس وقت حاکم کے مقام پر تھے، حاکم کی حیثیت میں ہی فرماتا تھا کہ یاانس کتاب اللہ والقصاص، اور حاکم کا کام ہے کہ قانون کے مطابق فیصلے کی بات کرے، مگر اگلی بات بھی حضور کو معلوم تھی کہ آگے کیا ہوگا؟

میرے آقا ﷺ کے علم کی تجلی حضرت انس کے سینے میں چمکی، اس لئے انس

کو معلوم ہو گیا تھا کہ مدعی قصاص نہیں لیں گے، دیت لیں گے، چنانچہ لڑکی کے ورثاء نے کہا ہم دیت پر راضی ہوتے ہیں، قصاص نہیں لینا چاہتے، انہوں نے قصاص معاف کر دیا، ان کو اجر حاصل ہوا اور حضرت انس کی قسم بھی پوری ہو گئی، کیوں؟ اس لئے کہ سرکار ﷺ کا فرمان ہے کہ میرے غلاموں میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے کچھ ایسے بندے موجود ہیں کہ اگر وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر کوئی قسم کھا کر بیٹھ جائیں، تو اللہ سبحانہ تعالیٰ ان کی قسم کو پورا فرماتا ہے، یہ کیا تھا؟ یہ میرے آقا ﷺ کے علم کی تجلی کا جلوہ حضرت انس کے سینے میں ظاہر ہوا، آپ ﷺ اپنے علم کے جلوے اپنے غلاموں کو عطا فرمانے والے ہیں، لہذا اکمال ولایت کیا ہوا؟ کمالات ولایت، کمالات نبوت کی تجلی ہے، تو اب اگر کوئی کمالات ولایت کو نہیں مانتا تو حضرت انس بن نضر کی بات سے اس کا جواب سمجھے، کمالات ولایت ایک حقیقت ہے جس کا تعلق الہام سے ہے جو انس بن نضر کو ہوا، وہ الہام کیا تھا؟ وہ علم نبوی کی تجلی کا ظہور تھا، اگر کمالات ولایت نہ ہوتی تو انس بن نضر یہ قسم کیسے کھاتے؟ حضور ﷺ فرماتے ہیں! یا انس کتاب اللہ والقصاص اور انس کہتے ہیں خدا کی قسم! میری بہن کا دانت نہیں توڑا جائے گا، تو نبی اور ولی کی بات میں بالمشافہ کیسے تضاد ہو سکتا ہے؟ وہ نبی کا معجزہ ہے اور یہ ولی کی کرامت ہے، لہذا نبی کے معجزہ پر بھی ہمارا ایمان ہے اور ولی کی کرامت پر بھی ہمارا ایمان ہے۔

''امام طیبی شارح مشکوٰۃ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت انس بن نضر کے ''لا واللہ'' کہنے سے مراد نبی کریم ﷺ کے حکم کا ردّ نہ تھا بلکہ وقوع کی نفی مراد تھی، اللہ قسم! دانت نہیں توڑا جائے گا، سے عدم وقوع کی اطلاع دی، چونکہ انہیں اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل تھا، انہیں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے پختہ یقین حاصل تھا کہ وہ قسم میں

حانث نہیں ہونگے، اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو پورا فرمائیں گے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ورثاء کے دل میں عفو ودرگزر کے جذبات پیدا فرمادیئے"۔

(عمدۃ القاری شرح بخاری، کتاب الصلح، باب الصلح فی الدیت، مطبوعہ دارالفکر، بیروت، جز ۱۳، ص ۲۸۱۔ مرقاۃ شرح مشکوۃ، کتاب القصاص، حدیث ۳۴۶۰۔ فتح الباری شرح صحیح بخاری: کتاب الدیات، باب السن بالسن، مطبوعہ دارالمعرفۃ، بیروت، ص ۲۲۴۔ ماہنامہ "السعید" ملتان، شمارہ ۹ فروری ۲۰۱۸ء)

☆☆☆